26810
1/19

باسمہ سبحانہ

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

مختلف کمپنیوں میں جب نیا ملازم رکھا جاتا ہے تو تنخواہ کے علاوہ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ اسے اپنے عہدے کے اعتبار سے کمپنی کی طرف سے ماہانہ کتنے لیٹر پٹرول ملے گا، پٹرول کی یہ سہولت فیول کارڈ کی شکل میں ہوتی ہے، اور ملازم منتخب کردہ کمپنی کے پٹرول پمپ سے کارڈ کے ذریعے پٹرول ڈلوا سکتا ہے۔ کمپنیوں کی طرف سے اپنے ملازمین کو جو یہ فیول کی سہولت دی جاتی ہے اس کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں، ہماری کمپنی میں جو فیول کی سہولت دی جاتی ہے وہ تنخواہ کا حصہ ہی شمار ہوتی ہے۔ چنانچہ اسی لئے جب ملازم کو آفر لیٹر دیا جاتا ہے تو اس میں ملازم کو پورا حساب کتاب لکھ کر دیا جاتا ہے اور اس میں تنخواہ کے علاوہ ملنے والی تمام سہولیات کی قیمت شامل کر کے ان کا مجموعہ ذکر کیا جاتا ہے اور اس میں پٹرول کی مقدار بھی درج ہوتی ہے۔ آفر لیٹر میں درج فیول کی سہولت کی صورت یہ ہوتی ہے:

Fuel card (monthly fuel limit up to 200)	17,700

اس میں 200 لیٹر فیول کی سہولت (یعنی کہ 200 لیٹر پٹرول کی موجودہ قیمت جو 17700 بنتی ہے) کو بھی سیلری کا حصہ بنا کے پیش کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ملازم رکھتے وقت یا اسے فیول کی سہولت دیتے وقت یہ نہیں دیکھا جاتا کہ اس کا استعمال کتنا ہے بلکہ صرف یہ دیکھا جاتا ہے کہ کمپنی کی پالیسی کے مطابق وہ اپنے گریڈ کے اعتبار سے کتنی مقدار میں اس سہولت کا مستحق ہے، چنانچہ اگر کسی کا گھر کمپنی / دفتر سے بالکل ہی قریب ہو تو بھی اسے یہ آفر حاصل ہوتی ہے، اگرچہ اس کا استعمال نہ ہونے کے برابر ہو۔ اور اگر کوئی بہت دور سے آتا ہو تو بھی اسے اپنے گریڈ یا عہدے کے اعتبار سے وہی طے شدہ مقدار میں پٹرول کارڈ دیا جاتا ہے۔ اگرچہ اس کا استعمال اس مقدار سے زیادہ ہو۔ اس تمام تفصیل سے پتہ چلا کہ ہمارے یہاں یہ سہولت ملازم کا حق ہوتی ہے اور گویا کہ وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے۔ سب سے اہم بات یہ کہ پالیسی جاری کرنے والا شعبہ خود اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ ملازمین اس پٹرول کے مالک ہیں جیسے چاہیں استعمال کریں۔ چنانچہ یہی وجہ تھی ہر ماہ جتنا پٹرول استعمال ہونے سے بچ جاتا اس کی قیمت کے بقدر رقم، تنخواہ کے ساتھ ملازم کے اکاونٹ میں ڈال دی جاتی۔ تاہم چونکہ بچ جانے والے پٹرول کی واپسی کے طریق کار میں حساب کتاب کرنے کا ایک اضافی کام تھا، اسلئے ہمارے ہاں اب یہ پالیسی تبدیل کر دی گئی اور یہ کہا گیا کہ ملازم جتنا استعمال کر سکتا ہے کر لے، واپسی نہیں ملے گی۔ باقیماندہ پٹرول کی قیمت کی واپسی بند ہونے کی وجہ سے جن لوگوں کا پٹرول بچ جاتا تھا، ان کیلئے مشکلات پیدا ہونا شروع ہوئیں تو انہوں نے اس کے متبادل نکالنے شروع کر دیئے۔ جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ تاہم اس سے پہلے فیول کارڈ سے متعلق مزید تفصیل ذکر کی جاتی ہے:

فیول کارڈ کی شکل میں ملنے والی سہولت کی تفصیل یہ ہے کہ مثال کے طور پر اگر ایک ملازم اپنے عہدے کے اعتبار سے 200 لیٹر پٹرول کا اہل ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اتنا پٹرول وغیرہ ایک مہینے میں کمپنی کی طرف سے مفت استعمال کر سکتا ہے اور اس کی ادائیگی کمپنی کرے گی۔ اور اس کا طریق کار یہ ہوگا کہ ملازم کو جو کارڈ دیا جائے گا اس کے اعتبار سے وہ ہر ماہ کی یکم تاریخ سے مہینہ ختم ہونے تک پورے 200 یا اس کے اندر اندر جتنے لیٹر پٹرول ڈلوانا چاہے ڈلوا سکتا ہے، اور یہ پٹرول چاہے وہ گاڑی میں ڈلوائے یا چاہے گھر کے جنریٹر وغیرہ میں، یا چاہے کسی دوست وغیرہ کو بالعوض یا مفت ڈلوا کر دے دے، اس حوالے سے کمپنی کو کوئی غرض یا کمپنی کی طرف سے کوئی ممانعت نہیں ہوتی۔ البتہ 200 لیٹر پورے ہونے کے بعد اس سے زیادہ ڈلوانا ممکن نہیں ہوتا۔ اب اگر کسی نے دس تاریخ تک ہی پورے 200 لیٹر پٹرول ڈلوا لیا تو اس کا حساب برابر ہو گیا، لیکن اگر کوئی ملازم مہینے میں فیول استعمال نہیں کر سکا اور پورے 200 لیٹر یا کچھ مقدار بچ گئی اور اسی اثناء میں نیا مہینہ شروع ہو گیا تو اب اس ماہ کی پٹرول کی

دار الافتاء
فتوی نمبر 10/21/51

Scanned with CamScanner

بچی ہوئی مقدار سوخت/ضائع (lapse) ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، کیونکہ بچ جانے والے پٹرول کے بدلے میں اسے کسی قسم کی ادائیگی(Reimbursement) نہیں کی جائیگی جبکہ نئے ماہ سے نیا حساب بھی شروع ہو جائے گا۔

اب اس مسئلے کے حل کیلئے لوگوں نے کئی متبادل نکالے ہوئے ہیں، مثلاً ایک متبادل یہ کہ بچا ہوا پٹرول کیش کروالیا جائے۔ پٹرول کیش کروانے کا مطلب یہ ہے کہ پٹرول پمپ والے کارڈ ہولڈر کسٹمرز کو یہ سہولت بھی دیتے ہیں کہ پٹرول کی جتنی مقدار وہ چاہیں انہیں بیچ دیں اور اس کے بقدر ان سے رقم (کچھ روپوں کی کمی کے ساتھ) حاصل کر لیں۔ اور اس کی صورت یوں ہوتی ہے کہ مثلاً کسی کے کارڈ میں 30 تاریخ کو دس لیٹر پٹرول باقی رہ گیا۔ اس نے سوچا کہ اگر اسے استعمال میں نہ لایا گیا تو ضائع ہو جائے گا، چنانچہ اس نے دس لیٹر پٹرول جو کہ 1000 روپے کا تھا، وہ اس نے 900 کا بیچ دیا۔ گویا دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ پٹرول جو اسے عملی طور پر حاصل کرنے کا حق حاصل تھا وہ پمپ والوں کو کم قیمت پر بیچ کر ان سے اس کے بدلے میں رقم لے لی۔ اس سے کارڈ ہولڈر کو یہ فائدہ ہوا کہ اسے رقم مل گئی (اگرچہ 1000 کے پٹرول کے استحقاق کے بدلے میں 900 روپے ملے، لیکن اس کے نزدیک کلی طور پر حق ضائع ہونے سے یہ صورت بہتر ہے) اور پمپ والوں کو 100 روپے کا فائدہ ہو جاتا ہے کیونکہ وہ کمپنی سے پورے 1000 روپے وصول کریں گے جبکہ انہوں نے یہاں 900 روپے دیئے۔

یہاں مزید قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ جس طرح حقیقی طور پر پٹرول ڈلوانے کی صورت میں شیل کی طرف سے کمپنی کو پیش کردہ بل (statement) میں یہی لکھا ہوتا ہے کہ ملازم نے فلاں پمپ سے فلاں وقت اتنے لیٹر پٹرول ڈلوایا، اسی طرح پٹرول ڈلوانے کے بجائے پٹرول کیش کروانے (یا بالفاظِ دیگر کٹوتی کے ساتھ پیسے لینے) کی صورت میں بھی کمپنی کو پیش کئے گئے بل میں یہی ظاہر ہو رہا ہوتا ہے کہ گویا متعلقہ ملازم نے فلاں تاریخ کو 1000 روپے کا اتنے لیٹر پٹرول ڈلوایا ہے اور اس میں یہ نہیں لکھا ہوتا کہ ملازم نے پٹرول کیش کروایا ہے۔

اس میں اگر اس پہلو کو دیکھا جائے کہ یہ پمپ والوں کی طرف سے کارڈ جاری کرنے والی کمپنی کے ساتھ دھوکہ دہی ہے (یعنی کہ پٹرول بیچا نہیں گیا بلکہ اس کی قیمت دی گئی ہے لیکن بل میں یہی ظاہر کیا گیا ہے کہ پٹرول ڈلوایا گیا ہے) تو اس میں یہ پہلو بھی پیشِ نظر رکھنا چاہئے، کہ یہ 200 لیٹر پٹرول تو ایک عنوان ہے ورنہ گاڑی کے فیول سے متعلق جتنی چیزیں ہیں مثلاً فلٹر، آئل، سی این جی یا ڈیزل، جو بھی ڈلوایا گیا، ان اشیاء کی قیمت کی جگہ بھی ان کی قیمت کی مقدار کے برابر پٹرول کا حساب درج کیا جاتا ہے۔ جیسے اگر کسی نے 500 روپے کی سی این جی ڈلوائی تو کارڈ سے 500 کی قیمت کے حساب سے پٹرول کی مقدار کاٹ لی جائے گی اور بعد میں سلپ میں بھی یہی درج ہوگا کہ 500 کا اتنے لیٹر پٹرول ڈلوایا گیا۔ فیول کارڈ سے حاصل کردہ تمام سہولتیں (فلٹر ڈلوانا، آئل ڈلوانا، سی این جی ڈلوانا یا کسی اور کو قیمتاً یا ہدیۃً دینا، وغیرہ) حاصل کرنے پر، سہولت دینے والی کمپنی کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا، کیونکہ انہیں بھی کارڈ میں موجود استعمال شدہ مقدار کے برابر رقم ملازم کی کمپنی کی طرف سے بلا حیل و حجت ادا کر دی جاتی ہے۔ اسلئے انہیں اس سے غرض نہیں ہوتی کہ اس کارڈ کا استعمال کس چیز کی خریداری کیلئے کیا گیا۔ اس تمام تر تفصیل کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب مرحمت فرمائیں۔

1. **اس قسم کے حق کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ یعنی وہ حق جو ملازم کو دیا بھی جا رہا ہو لیکن اسے پوری طرح سے، آزادانہ طور پر اس میں اختیار بھی حاصل نہ ہو؟ صرف چند مخصوص صورتوں میں وہ اسے استعمال کر سکتا ہو۔ کیا اس لحاظ سے یہ پالیسی درست ہے اور جاری رکھی جاسکتی ہے؟**
2. **کمپنی ملازمین کا پمپ والوں کو اس طرح پٹرول (یا اپنا حق) بیچ کر ان سے کم رقم لے لینا درست ہوگا یا نہیں؟ جبکہ وہ پٹرول کے ابھی مالک نہیں بنے ہوتے۔ کیا حقیقی قیمت کے حساب سے بیچنے اور کم قیمت پر بیچنے سے کوئی فرق پڑے گا یا نہیں؟**

دار الافتاء

Scanned with CamScanner

3. کمپنی سے ملنے والی فیول کی سہولت کی مذکورہ بالا تفصیل کے پیشِ نظر کیا کوئی شخص یہ کر سکتا ہے کہ کسی دوست کو 1000 روپے کا پٹرول اپنے کارڈ سے ڈلوا کے دے اور اس سے 1000 یا اس سے کم یعنی 900 روپے وصول کر لے؟

4. اسی طرح اگر کوئی شخص اس کارڈ سے گاڑی سے متعلق دیگر سہولیات حاصل کرتا ہے یا پھر جس آئل کمپنی کا کارڈ ہے، پمپ پر بنی ہوئی اسی کمپنی کی دکان سے کوئی خریداری کرتا ہے تو کیا یہ درست ہوگا؟

جزاکم اللہ خیراً.............

سائل؛ابو معاذ راشد

03336228208

آرم ٹک سوفٹ ویئر کمپنی، کورنگی انڈسٹریل
ایریا، کراچی۔

دار الافتاء

(جواب منسلک ہے)

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق آپ کی کمپنی میں ملازم کو پیٹرول کی سہولت، تنخواہ کے طور پر دی جاتی ہے، اور ہر ماہ جتنا پیٹرول استعمال سے بچ جاتا ہے اُس کی قیمت کے بقدر رقم ملازم کے اکاؤنٹ میں ڈال دی جاتی تھی، تاہم نئی پالیسی کے مطابق بچی ہوئی مقدار کی قیمت واپس نہیں ملتی۔ اس تفصیل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ملازم کو پیٹرول مالکانہ طور پر دینے کا مطلب صرف یہ ہے کہ اس نے گاڑی میں جتنا پیٹرول ڈلوالیا ہے صرف وہ اسی کا مالک ہے، یعنی ملازم کی گاڑی میں موجود پیٹرول میں سے استعمال کے بعد جو بچ جائے اُس کا واپس کرنا ضروری نہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کارڈ پر جتنے پیسے لکھے ہوئے ہیں وہ اس پورے پیٹرول کا مالک ہے، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو بچی ہوئی مقدار کے پیسے ملازم کو واپس مل جاتے۔

اس تفصیل کے بعد آپ کے سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں:

﴿۱﴾۔۔۔ مذکورہ پالیسی باہمی رضامندی سے طے کرنا شرعاً درست ہے، اور ملازم پیٹرول کی جتنی مقدار استعمال کرلے گا وہ اس کی تنخواہ کا حصہ ہوگا، اس صورت میں اگرچہ ملازم کی مجموعی تنخواہ میں جہالت ہوگی، لیکن اگر ملازم کی تنخواہ کچھ نہ کچھ متعین ہو اور تنخواہ کا باقی حصہ سہولیات کی شکل میں ہو جو ملازم کے استعمال سے کم و بیش ہوتی رہتی ہوں اور یہ معاملہ باہمی رضامندی سے ہو اور اس میں کوئی نزاع نہ ہو تو اس طرح تنخواہ طے کرنے کی گنجائش ہے۔

﴿۲، ۳﴾۔۔۔ مذکورہ دونوں صورتیں شرعاً درست نہیں، کیونکہ ملازم اس پیٹرول کا مالک ہی نہیں ہے کہ وہ اسے کسی قیمت پر فروخت کرسکے۔

﴿۴﴾۔۔۔ اگر ملازم کی کمپنی کے ضابطہ میں پیٹرول کارڈ سے صرف پیٹرول ڈلوانے کے بجائے گاڑی کی متعلقہ دیگر اشیاء بھی خریدنے کی اجازت ہو تو یہ صورت جائز ہے، ورنہ نہیں۔

حاشیة ابن عابدین - (۶/ ۴۷)

(قوله وكشرط طعام عبد وعلف دابة) في الظهيرية: استأجر عبدا أو دابة على أن يكون علفها على المستأجر، ذكر في الكتاب أنه لا يجوز. وقال الفقيه أبو الليث: في الدابة نأخذ بقول المتقدمين، أما في زماننا فالعبد يأكل من مال المستأجر عادة اهـ. قال الحموي: أي فيصح اشتراطه. واعترضه ط بقوله فرق بين الأكل من مال المستأجر بلا شرط ومنه بشرط اهـ. أقول: المعروف كالمشروط، وبه يشعر كلام الفقيه كما لا يخفى على النبيه، ثم ظاهر كلام الفقيه أنه لو تعورف في الدابة ذلك يجوز تأمل.............. واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

محمد حذیفہ عفا اللہ عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۱۲/ رجب المرجب ۔ ۱۴۴۱ھ

۸/ مارچ ۔ ۲۰۲۰ء

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفر اللہ

۱۳/ ۷/ ۱۴۴۱ھ

09-03-2020

مفتی

الجواب صحیح

۱۳/ ۷/ ۱۴۴۱ھ

دار الافتاء

Scanned with CamScanner